بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# امیر اشاعت التوحید والسنۃ مولوی محمد طیب طاہری صاحب کی کتاب "مسلک الاکابر" پر ایک نظر


مؤلف

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

نظر ثانی

حضرت مولانا مفتی محمد محسن طارق الماتریدی حفظہ اللہ



نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

# فہرست

# مولوی محمد طیب طاہری صاحب کی کتاب "مسلک الاکابر" پر ایک نظر

جماعت اشاعت التوحید والسنہ یعنی فرقہ مماتیت کے امیر مولوی محمد طیب طاہری صاحب نے مسلک الاکابر نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں موصوف اور اس کے مقرظین حضرات نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اصل دیوبندی اشاعتی مماتی ہی ہیں اور حیات اور سماع موتیٰ وغیرہ کے مسئلہ میں جو موقف اشاعت والوں کا ہے یہی موقف اکابرین علماء دیوبند کا بھی تھا لیکن موصوف نے اس کتاب میں اور اس کے مقرظین نے اپنی تقاریظ میں متعدد جگہوں پر غلط بیانی سے کام لیا ہے چنانچہ نیچے اس کتاب کی بعض غلط بیانیاں نقل کی جاتی ہیں۔

**غلط بیانی نمبر ۱:**

مسلک الاکابر پر پہلی تقریظ مولوی محمد یار بادشاہ صاحب نے لکھی۔ اس میں موصوف لکھتے ہیں:

"سماع موتیٰ اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ میں تین فرقے ہیں۔۔۔ پہلے مسئلہ میں افراط یعنی حد اعتدال سے نکلنے والے کہتے ہیں کہ میت ہر وقت ہر حال میں ہر ایک شخص کی بات سنتا ہے۔ یہ بریلوی اور ان سے مشابہت رکھنے والے بعض ان لوگوں کا عقیدہ ہے جو اپنی نسبت دیوبند کی طرف کرتے ہیں۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۳)

یہ موصوف کا علماء دیوبند کے متعلق صریح جھوٹ اور غلط بیانی ہے علماء دیوبند میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کہ میت ہر وقت، ہر حال میں، ہر شخص کی سنتا ہے۔ چنانچہ امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اپنی کتاب سماع موتیٰ صفحہ ۱۰۵ پر لکھتے ہیں:

"جو حضرات سماع موتیٰ کے قائل ہیں وہ یہ نہیں کہتے کہ مردے دور دراز سے بھی سنتے ہیں۔ وہ صرف اس کے قائل ہیں کہ قبر کے پاس اگر سلام و کلام کیا جائے تو وہ سنتے ہیں۔ دور دراز سے عدم سماع پر سب کا اتفاق ہے کیونکہ دور سے سننے کا مسئلہ غیر اللہ کے بارے میں عقیدہ علم غیب اور حاضر و ناظر پر متفرع ہے اور ان کا کفر ہونا واضح دلائل سے اپنی جگہ پر ثابت ہے۔ بحمد اللہ

تعالیٰ ہم نے ازالۃ الریب اور تبرید النواظر وغیرہ میں ان پر مبسوط بحث کر دی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ علماء دیوبند میں سے جو حضرات سماع موتیٰ کے قائل ہیں ان کا موقف عند القبر سماع کا ہے۔ بریلویوں کی طرح ہر جگہ سے سننے کے قائل نہیں ہیں۔

واضح رہے سماع موتی کا مسئلہ دورِ صحابہؓ سے مختلف فیہ ہے چنانچہ متعدد علماء دیوبند نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ بندہ نے بعض حوالہ جات اپنی کتاب "تقابل عقائد و نظریات اہل السنّۃ والجماعۃ اور فرقہ مماتیت" میں درج کی ہیں ان شاء اللہ یہ کتاب جلد شائع ہو گا۔ یہاں صرف ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ مسئلہ (سماع موتیٰ) عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تلقین کرنا بعد دفن کے اس پر ہی مبنی ہے جس پر عمل کرے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم"

**غلط بیانی نمبر ۲:**

مولوی یار بادشاہ صاحب اپنی تقریظ میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

"مسئلہ سماع موتیٰ میں تفریط کرنے والے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ سماع موتیٰ کے قائلین مطلقاً کافر ہیں جیسا کہ جماعت المسلمین والوں کا عقیدہ ہے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۳)

موصوف نے یہاں اپنی جماعت کا ذکر نہیں کیا۔ آیئے ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ قائلین سماع موتیٰ کے بارے میں مماتی حضرات کا کیا موقف ہے۔

مماتی حضرات کے نزدیک سماع موتیٰ شرکیہ عقیدہ ہے چنانچہ مماتی حضرات مرکزی ترجمان مفتی محمد حسین نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"واقعی سماع موتی کا عقیدہ شرک کا پھاٹک ہے"

(نداء حق جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

نیلوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

"علم ان مسئلة سماع الموتیٰ واجابتھم و معرفتھم مختلق للملحدین"

معلوم ہوا کہ سماع موتی کا مسئلہ اور موتیٰ کا جواب دینا اور پہچاننا بے دینوں کا گھڑا ہوا ہے"

(شفاء الصدور صفحہ ۲۵ بحوالہ قہر حق بر صاحب نداء حق)

نیلوی صاحب سماع موتیٰ کو اہل بدعت کا مذہب قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"ان سمع الموتی۔۔۔ لیس بمذہب احد من اھل الحق اھل السنّة والجماعة وانما ھو مذہب اہل البدعة والھوی یعنی سماع موتیٰ وغیرہ اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ میں سے کسی کا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ اہل بدعت وہویٰ کا مذہب ہے"

(مجموعہ رسائل نیلوی جلد ا صفحہ ۷۶۸)

خضر حیات المسلک المنصور صفحہ ۲۸۶ پر لکھتے ہیں:

"پس حق یہی ہے کہ سماع موتیٰ بالکل نہیں ہے اور کوئی حدیث صحیح یا آیت سماع موتیٰ پر دال نہیں، بلکہ سماع موتیٰ لوگوں کے لئے منجر الی الشرک ہے"

مولوی محمد عطاء اللہ بندیالوی صاحب علماء دیوبند کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع موتیٰ اور بزرگوں کے وسیلے جیسے موضوعات پر دلائل دے کر الٹا شرک کے کھیت کے دہقان بنے ہوئے ہیں"

(شرک کیا ہے صفحہ ۴)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"یادرکھیے سماع موتیٰ کا عقیدہ شرک کے مکان کا چور دروازہ ہے۔"

(شرک کیا ہے صفحہ ۱۱)

مزید لکھتے ہیں:

"تعجب دیوبند کے نام لیواؤں پر ہے جو سماع موتیٰ کے عقیدے کا پرچار کر کے مشرکین کے بلا اجرت وکیل بنے ہوئے ہیں۔"

(شرک کیا ہے صفحہ ۱۲)

**غلط بیانی نمبر۳:**

مولوی یار بادشاہ صاحب آگے لکھتے ہیں:

"دوسرا مسئلہ (حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں جو (لوگ) حیات دنیویہ پر قول کرتے ہیں یہ حد اعتدال سے خارج ہیں اور نصوص سے اعراض کرنے والے ہیں"

(مسلک الاکابر صفحہ ۴)

مولوی صاحب نے یہاں بھی غلط بیانی سے کام لیا ہے ورنہ جو حضرات وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کو حیات دنیویہ سے تعبیر کرتے ہیں ان کی مراد فقط یہی ہے کہ دنیاوالے جسم کے ساتھ برزخ میں حیات حاصل ہے چنانچہ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کا حوالہ آگے آرہا ہے۔ مماتی بتائیں کہ اس سے کن نصوص سے اعراض لازم آتا ہے؟

**غلط بیانی نمبر ۴:**

رسالہ مسلک الاکابر پر دوسری تقریظ و تصدیق مولوی ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب ناظم اعلیٰ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان کی ہے۔ موصوف اپنی تقریظ میں مولوی طیب طاہری صاحب کو داد دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"انہوں نے اس رسالہ میں بخوبی واضح فرمادیا ہے کہ ہم ان مسائل (یعنی حیات فی القبور، عذاب وثواب اور سماع موتیٰ. ناقل) میں جمہور اہل سنت خصوصاً اکابر علمائے دیوبند کے پیروکار ہیں اور اسے اپنی سعادت خیال کرتے ہیں فالحمد للّٰه علٰی ذلک۔"

بخاری صاحب نے یہاں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مماتی حضرات ان مسائل میں اہل السنت والجماعت سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اہل السنت والجماعت کے نزدیک مسئلہ سماع موتیٰ دور صحابہؓ سے مختلف فیہ ہے لہٰذا اس میں کسی کی تکفیر یا تضلیل درست نہیں جبکہ مماتی حضرات اس کو شرکیہ عقیدہ کہتے ہیں حوالہ جات گزر چکے ہیں۔ اسی طرح اہل السنت والجماعت کے نزدیک قبر برزخ کا حصہ ہے لہٰذا اسی قبر جہاں میت کو دفنایا جاتا ہے میں میت کو زندہ کیا جاتا ہے اور اسے سوال و جواب کے بعد عذاب یا ثواب ہوتا ہے۔ اور عذاب و ثواب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے جبکہ مماتی جسد عنصری کیلئے حیات اور عذاب و ثواب کے منکر ہیں۔ چنانچہ مفتی محمد حسین نیلوی صاحب نداء حق جلد ا صفحہ ۱۹۸ پر لکھتے ہیں:

"اور حق یہ ہے کہ جسد عنصری سے روح نکل کر برزخ میں خوشی عیشی یا عذاب میں رہتی ہے۔ قیامت سے پہلے اس جسد عنصری میں واپس نہیں آتی۔"

اسی طرح نداء حق جلد ا صفحہ ۲۴۶ پر لکھتے ہیں:

"تحقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی ہیں روح کا بدن کے ساتھ تعلق۔ اور قبر میں روح کا بدن کے ساتھ سرے سے تعلق ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس حیات کا تعلق بدن عنصری سے نہیں ہے بلکہ روح میں ادراک و شعور قائم رہنے کو مجازی طور پر حیات کہتے ہیں۔ بہر حال اس بدن عنصری میں حیات نہیں ہوتی"

کتاب شفاء الصدور میں لکھا ہے:

"اور ان ارواح کو اجسام مثالیہ بھی ملتے ہیں، وہ ارواح قیامت تک اپنے مستقر برزخیہ میں رہتے ہیں۔ اس جسد عنصری سے ان کا اتصال ثابت نہیں"۔

(شفاء الصدور مترجم صفحہ ۲۱)

مولف جواہر القرآن لکھتے ہیں

"باقی رہا ارواح کا تعلق ابدان کے ساتھ تو اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور نہ ہی صحابہ کرام، تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ کے ارشادات و اقوال میں تعلق روح بجسم عنصری کا کوئی نفیاً و اثباتاً ذکر اذکار ہے۔۔۔(آگے لکھتا ہے) البتہ چوتھی صدی کے بعد سے شارحین حدیث نے بعض حدیثوں میں تطبیق کے سلسلے میں تعلق روح بجسد عنصری کا مختلف عنوانات سے ذکر کیا ہے کسی نے اتصال معنوی سے کسی نے اشراق سے کسی نے اشراف اور کسی نے مثل تعلق صاحب خانہ بخانہ وعاشق بمعشوق وغیرہ الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ البتہ اس پر سب متفق ہیں کہ یہ تعلق ایسا نہیں جیسا کہ حیاتِ دنیا میں تھا بلکہ یہ تعلق بے کیف ہے اور اس کی حقیقت وکنہ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس لئے عالم برزخ میں تعلق ارواح باابدان عنصریہ کے بارے میں سکوت سب سے احوط مسلک ہے کیونکہ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں تعلق کا کوئی ذکر اذکار نہیں لیکن اگر کوئی شخص غیر معلوم الکیفیت تعلق کا اثبات کرتا ہے تو وہ بھی قابل ملامت نہیں (جبکہ مماتی مولوی کے تحقیق الحق کا حوالہ آگے آرہا ہے کہ جسد کے ساتھ عنصری کا قید لگانا مبتدعین کا خودساختہ اور خانہ ساز قید ہے۔ طاہر گل دیوبندی) کیونکہ متقدمین میں ایک کثیر تعداد مختلف عنوانات کے ساتھ اس کی قائل ہے۔"

(جواہر القرآن جلد ا ص ۱۹۴)

مولوی خان بادشاہ صاحب نے اپنی کتاب الصواعق المرسلہ کے صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہے:

" لان الحیاۃ و تعلق الروح بالبدن فی ھذہ الحفرۃ لیس بثابت من القرآن ولا من الاحادیث الصحیحۃ"

ترجمہ: اس لئے کہ حیات اور تعلق روح جسم کے ساتھ اس گڑھے (قبر۔ ناقل) میں نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ احادیث صحیحہ سے۔"

ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"ولیس المراد من حیات حیاتھم فی ھذہ القبور المحفورہ"

(المسامیر الناریۃ:۱۹۱)

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کو روضہ مبارک میں بجسد عنصری کے ساتھ زندہ سمجھنا یہ شیعہ مسلک ہے۔"

(التنقید الجوہری صفحہ ۳)

**نوٹ:** مولوی خان بادشاہ صاحب کے یہ آخری دو حوالے مجلہ صفدر کے "علامہ خالد محمود نمبر" سے ماخوذ ہیں۔

خضر حیات اپنی کتاب المسلک المنصور میں لکھتے ہیں:

"اعادہ روح کا عقیدہ قرآن، سنت، اقوال صحابہ و تابعین کے جس طرح خلاف ہے اسی طرح ائمہ متقدمین کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے"

(صفحہ ۱۱۳)

موصوف دوسری جگہ لکھتا ہے:

"باقی رہی اکابرین کی بات! تو عرض ہے کہ پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ میں تعلق روح بجسد عنصری کا کوئی ذکر نہیں ملتا، متاخرین حضرات نے تعلق کا قول فرمایا ہے، اور ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے مطابق اس کی مختلف تعبیرات ذکر فرمائی ہیں، کسی نے اشراق سے، کسی نے اشراف سے، کسی نے التفات سے، کسی نے تعلق صاحب خانہ بخانہ سے، کسی نے تعلق عاشق بمعشوق وغیرہ الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے (آگے لکھتا ہے) یہ تعلق بے کیف ہے اور اس کی

حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ایسے غیر معلوم الکیف تعلق کے نہ ہم منکر، اور نہ ہی اسے منصوص سمجھتے ہیں"

(المسلک المنصور صفحہ ۵۷)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"حیات برزخی کے لئے روح کا جسد عنصری میں ہونا کوئی ضروری نہیں ہے اور نہ ہی روح کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔"

(المسلک المنصور صفحہ ۱۳۸)

مفتی منیر شاکر لکھتا ہے:

"اگر دنیا میں انصاف پسند لوگ ہیں تو ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ روح کا جسد خاکی کے ساتھ تعلق کا تین سو سال تک کوئی وجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی تین صدیوں کے اندر اسکا ثبوت پیش کر سکتے ہیں البتہ چوتھی صدی ہجری میں بعض حضرات نے کچھ احادیث کی تطبیق کے لئے یہ راستہ اختیار کیا"

(البرھان علی من اعرض عن القرآن صفحہ ۱۶۶)

امیر اشاعت طیب طاہری صاحب مدفن ارضی یعنی زمینی قبر میں عذاب و ثواب کا انکار کرتے ہوئے اسے اپنے مخالفین کا نظریہ گردانتے ہیں یعنی مدفن ارضی میں عذاب و ثواب مماتیوں کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ ان کے مخالفین کا ہے۔ موصوف کے الفاظ یہ ہیں

"ہمارے مخالفین اس مدفن ارضی میں عذاب و ثواب قبر ثابت کرنے پر تلے بیٹھے ہیں اور خیر سے فقہاء احناف و اکابر دیوبند کی بھی کوئی بات سننے یا ماننے کو تیار نہیں"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۵)

یہ حوالہ مولوی محمد طیب طاہری صاحب کی اسی رسالے مسلک الاکابر کا ہے جس کے بارے میں مولوی ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب ناظم اعلیٰ اشاعت التوحید والسنۃ کہتے ہیں:

"بندہ نے اس رسالہ کو من اولہ الیٰ آخرہ بغور پڑھا ہے اور بندہ اس کی مکمل تائید و توثیق کرتا ہے۔ یہی ہمارا موقف و مسلک ہے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ:۶)

## کیا مماتی حضرات روح کا جسم کے ساتھ تعلق حیات کے قائل ہیں؟

ہمارے بعض کرم فرما حضرات کہتے ہیں کہ مماتیوں کی بعض کتابوں میں تعلق روح کا ذکر موجود ہے لہذا انہیں حیات فی القبر کا منکر نہیں کہنا چاہیے۔ تو جواب یہ ہے کہ اختلاف صرف لفظ تعلق پر نہیں ہے بلکہ اختلاف اس پر ہے کہ آیا اس تعلق کی وجہ سے جسم میں صفت حیات پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟ تو مماتی حضرات کے ذمہ دار حضرات اس کے منکر ہیں مثلاً مولوی سجاد بخاری صاحب نے اقامۃ البرہان میں صفحہ ۱۵۹ پر لکھا ہے کہ

"یہ تعلق بدن عنصری میں صفت حیات پیدا کرنے سے قاصر ہے۔ اس تعلق کی بنیادوں پر حیات جسمانی اور پھر حیات دنیوی کی دیواریں کھڑی کرنا غلط ہے"

مولوی سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد اعلیٰ علیین میں رہتی ہیں، یہ ایک قطعی اور ختمی امر ہے اور کتاب سنت سے ثابت ہے ۔۔۔ باقی روحوں کا اعلیٰ علیین میں رہتے ہوئے قبروں میں مدفون بدنوں کے ساتھ تعلق و اتصال تو اس کی تحقیق یہ ہے کہ اگر تعلق سے معنوی قسم کا تعلق مراد ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی رح تعلق صاحب خانہ بخانہ، یا تعلق عاشق بمعشوق یا تعلق مالک بمملوک سے اس کی تعبیر فرماتے ہیں تو یہ عقلاً ثابت ہے لیکن اس تعلق کی وجہ سے روح نہ بدن کے پاس ہوتی ہے، نہ بدن کے اندر، اس لئے یہ اتصال بدن مقبور میں صفت حیات پیدا کرنے سے قاصر ہے اور اس تعلق و اتصال کی بناء پر جسمانی یا دنیوی حیات کا حکم لگانا صراحتاً باطل ہے۔ اور اگر تعلق سے وہ تعلق مراد ہو جس کی بعض علماء نے اشراف یا اشراق سے تعبیر کی ہے اور مقصد یہ ہے کہ روح کے بدن پر اشراق سے بدن میں ایک گونہ حیات پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ زائر کا صلوٰۃ و سلام سنتا اور جواب بھی دیتا ہے تو اول تو اس کو دنیوی حیات کہنا غلط ہے ۔۔۔ دوم اس تعلق اور حیات کا کتاب و سنت، سلف امت کے ارشادات اور ائمہ مجتہدین کے اقوال سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جیسا کہ "جواہر القرآن" (صفحہ ۱۹۴) میں ہم لکھ چکے ہیں"

(اقامۃ البرہان صفحہ ۱۷۹)

قارئین غور فرمائیں مولوی سجاد بخاری صاحب صراحتاً انبیاء کرام علیہم السلام اور عام اموات کا جسم کے ساتھ روح کی تعلق حیات کی نفی کر رہا ہے۔ حالانکہ اوپر جواہر القرآن کا حوالہ بھی سجاد بخاری صاحب کا ہے۔ لیکن اپنی کتاب میں خود وضاحت کی ہے کہ یہ تعلق بدن عنصری میں صفت حیات پیدا کرنے سے قاصر ہے۔

عبد المقدس بن ناصر شاہ صاحب نے تحقیق الحق صفحہ ٦ پر لکھا ہے:

"اجساد کیساتھ عنصری کا قید لگانا مبتدعین کا خود ساختہ اور خانہ ساز قید ہے کسی آیت کریمہ اور حدیث نبوی میں عنصری کا کوئی ذکر تک نہیں"

خضر حیات کی بھی سنئے:

"روح کا بدن عنصری کے ساتھ زمینی قبر میں تعلق (حیات) قطعاً نہیں ہوتا۔۔۔یعنی ہرگز روح کا تعلق (حیات) بدن عنصری کے ساتھ نہیں ہوتا۔"

(المسلک المنصور صفحہ ١٣٢، ١٣٣)

**نوٹ:** خضر حیات کی عبارت میں تعلق کے ساتھ بریکٹ میں "حیات" کا لفظ ہم نے نہیں لگایا ہے بلکہ موصوف نے خود لکھا ہے۔

نیلوی صاحب تعلق حیات کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اور ایک ہے مذہب منصور جو مذہب ہے صحابہ کرام تابعین، خیر القرون، ائمہ مجتہدین، سلف صالحین، اور ان کے متبعین کا کہ ارواح کا ان کے اجساد عنصریہ کے ساتھ ماسوائے تعلق محبت کے کچھ تعلق نہیں۔"

(نداء حق جلد ١ صفحہ ٢٣٣)

قارئین غور فرمائیں کہ مماتیوں کے علماء کیا کہتے ہیں اور ہمارے کرم فرما کیا سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ بعض مماتی جس تعلق کا قول کرتے ہیں وہ بقول ان کے نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور نہ خیر القرون میں اس کا ثبوت مانتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایک چیز (خصوصاً عقیدہ) کا ثبوت قرآن وحدیث اور خیر القرون میں نہ ہو تو اس کا قائل ہونا درست ہو سکتا ہے؟ کیا یہ بدعت فی العقیدہ نہیں؟ بینوا توجروا

**غلط بیانی نمبر ۵:**

مولوی محمد طیب طاہری صاحب نے رسالہ کے افتتاحیہ میں لکھا ہے:

"مخالفین کے مسلسل پروپیگنڈے سے بعض حضرات میں یہ تاثر پیدا ہو گیا ہے کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سماع موتیٰ کے متعلق اشاعت التوحید والسنۃ اکابر علمائے دیوبند سے الگ کوئی موقف رکھتی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اشاعت التوحید والسنۃ حنفیت کے اسی تسلسل کی امین ہے جس کے اپنے دور میں بہترین ترجمان اکابر علمائے دیوبندؒ تھے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۱۰)

موصوف نے یہاں خوب غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ مخالفین نے مماتیوں کے بارے میں کوئی پروپیگنڈا نہیں کیا ہے بلکہ مماتی حضرات کی کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ یہ لوگ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سماع موتیٰ وغیرہ میں اہل السنت والجماعت دیوبند سے الگ موقف رکھتے ہیں چنانچہ حیات و سماع کے مسئلہ میں مماتیوں کا اہل السنت والجماعت سے جو اختلاف ہے اس کی نشاندہی اوپر کی گئی ہے۔ باقی کئی دیگر عقائد و نظریات جس میں مماتی حضرات اہل السّنۃ والجماعۃ سے الگ موقف اختیار کیے ہوئے ہیں ان کی تفصیل ان شاءاللہ ہم اپنی کتاب "تقابل عقائد و نظریات اہل السّنۃ والجماعۃ اور فرقہ مماتیت" میں ذکر کریں گے۔ یہ رسالہ ان شاءاللہ علماء کرام کے تقاریظ کے ساتھ جلد منظر عام پر آئے گا۔

**غلط بیانی نمبر ٦:**

مولوی محمد طیب طاہری صاحب علماء کرامؒ کے چند عبارات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"مندرجہ بالا تحقیق سے علماء اہل سنت، فقہائے احناف اور اکابر دیوبندؒ کا مسلک واضح ہے کہ مرنے کے بعد شروع ہونے والی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے بلکہ برزخی زندگی ہے جو دنیاوی زندگی سے الگ ہے اور اس کے مماثل نہیں۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۱۸)

آگے چند آیات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"الحاصل ایک دفعہ بدن سے روح نکل جانے کے بعد دوبارا قیامت کو ہی داخل ہو گی اس سے پہلے نہیں، اس لئے اس سے پہلے حیات جسمانی دنیاوی کی بات غلط محض اور ان آیات کے

خلاف ہے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۱۸،۱۹)

موصوف نے بظاہر اس عبارت میں یہ تاثر دیا ہے کہ ان کے مخالفین دنیاوی زندگی کے قائل ہیں اور اکابر دنیاوی زندگی کے قائل نہیں ہیں لہذا اشاعت والوں کا مسلک اکابر والا ہے اور ان کے مخالفین کا مسلک اس مسئلہ میں اکابر سے ہٹ کر ہے حالانکہ یہ موصوف کی غلط بیانی اور مغالطہ ہے۔ سب سے پہلے ہم علماء دیوبند سے حیات جسمانی اور حیات دنیوی کا مطلب نقل کرتے ہیں چنانچہ امام اہل سنت ترجمان علماء دیوبند شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ اپنی مایہ ناز کتاب تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور صفحہ ۲۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں:

"حضرات علماء دیوبند جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جسمانی اور حیات دنیوی کا لفظ بولیں گے تو اس سے یہی مراد ہوگی کہ آپؐ کی روح کا بدن دنیا سے تعلق ہے نہ یہ کہ تمام احکام میں یہ حیات دنیوی ہے"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ علماء دیوبند مرنے کے بعد والی زندگی کو "حیات دنیوی" برزخی زندگی کے مقابلے میں نہیں کہتے بلکہ صرف اس معنی میں اس حیات کو حیات دنیوی سے تعبیر کرتے ہیں کہ روح کا تعلق حیات اسی دنیوی جسم سے ہوتا ہے۔ لہذا طیب طاہری صاحب نے جو عبارات پیش کی ہیں وہ ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہیں۔

**غلط بیانی نمبر ۷:**

طیب طاہری صاحب مسلک الاکابر کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں

"صاحب تسکین الصدور مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے قلم سے حیات دنیوی کے خلاف اجماع کا ثبوت ملاحظہ ہو"

موصوف نے یہاں بھی دھوکہ دہی سے کام لیا ہے حالانکہ مولانا صفدر رحمہ اللہ کے حوالے سے حیات دنیوی کا مطلب اوپر ذکر کیا گیا ہے لہذا اس معنی (کہ روح کا جسم عنصری سے تعلق کی وجہ سے مرنے کے بعد والی زندگی کو حیات دنیوی بھی کہتے ہیں تو اس) معنی حیات دنیوی کا انکار حضرت کیسے کر سکتے ہیں بلکہ حضرتؒ نے تو فرقہ مماتیت کو تاریخی چیلنج دیا ہے کہ عدم تعلق کا کوئی بھی قائل نہیں چنانچہ حضرتؒ فرماتے ہیں

"عدم تعلق کا کوئی بھی قائل نہیں رہا:

بلاخوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۳ھ تک اہل السنّت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنا کے کسی حصے میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپؐ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب تفسیر وحدیث کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبر صلوٰۃ وسلام کی سماع نہیں فرماتے من ادعی خلافه فعلیه البیان ولا یمکنه ان شاءاللہ تعالیٰ الی یوم البعث والجزاء والمیزان۔"

(تسکین الصدور صفحہ ۲۹۰)

قارئین کرام غور فرمائیں جب امام اہل سنت کے نزدیک حیات دنیوی کا مطلب "روح کا جسم دنیوی سے تعلق" ہے اور حضرت عدم تعلق کا بھی قائل نہیں بلکہ منکرین کو ۱۳۷۴ھ سے پہلے عدم تعلق کا قول دکھانے پر چیلنج بھی کرتے ہیں تو ایسے میں ان کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ حضرت حیات دنیوی کے خلاف اجماع کا قول کرتے ہیں غلط بیانی نہیں تو اور کیا ہے۔

**غلط بیانی نمبر۸:**

موصوف اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں

"ہمارے جو کرم فرما اسی قبر محفورہ فی الارض میں اسی دنیاوی جسم کے ساتھ حیات دنیویہ پر اصرار فرماتے ہیں اور انبیاءؑ وشہداء کی حیات برزخیہ کا انکار فرماتے ہیں محولہ بالا عبارات کی روشنی میں خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ ان کا اہل سنت اور خصوصاً اکابر علماء دیوبند سے کیا تعلق ہے!

ہم نے کچھ عرض کیا تو شکایت ہو گی"

اس عبارت کے پہلے حصے سے طیب طاہری صاحب کا عقیدہ ظاہر ہو گیا کہ قبر میں اسی دنیوی جسم کے ساتھ حیات پر

اصرار صحیح نہیں۔ حالانکہ قبر میں عذاب وثواب کے لئے جسم میں حیات ماننا ضروری ہے۔ باقی اس حیات کو دنیوی کہنا ہمارے نزدیک ضروری نہیں، ضروری صرف جسم میں روح کی تعلق کے ساتھ حیات ماننا ہے۔

آگے موصوف نے مخالفین کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا کہ یہ حضرات انبیاءؑ و شہداء کی حیات برزخیہ کا انکار کرتے ہیں۔ ہم موصوف کو چیلنج کرتے ہیں کہ کسی ایک معتمد سنی دیوبندی عالم کا قول دکھایا جائے جس میں اس نے انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کے لئے حیات برزخیہ کا انکار کیا ہو مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہوسکتا ہے کہ یہاں کوئی اعتراض کرے کہ المہند علی المفند میں لکھا ہے کہ دنیویة لابرزخية تو جواب یہ ہے کہ المہند علی المفند کی مکمل عبارت اس طرح ہے کہ

"لابرزخية كما هى حاصلة لسائر المومنين بل لجميع الناس

یعنی ایسی برزخی نہیں جو تمام مسلمانوں بلکہ سب لوگوں کو حاصل ہے"

یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی حیات کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرنا مقصود ہے نہ کہ برزخی ہونے سے انکار چنانچہ آگے چل کر المہند ہی میں برزخی حیات کی تصریح موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

"فثبت بهذا ان حياته دنيوية برزخية لكونها فى عالم البرزخ

پس اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی برزخی ہے کیونکہ عالم برزخ میں ہے۔"

**غلط بیانی نمبر۹:**

مولوی محمد طیب طاہری صاحب نے اپنی کتاب مسلک الاکابر کے صفحہ ۲۳ پر عنوان لگایا ہے "ہمارے کرم فرماؤں کا المہند پر عدم اعتماد اور اس میں تحریف" اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"المہند میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیاوی حیات کی سی ہے اور ہمارے کرم فرما ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیاوی ہے۔ یعنی المہند میں آپؐ کی حیات برزخیہ کو حیات دنیاوی سے تشبیہ دی گئی ہے اور ہمارے کرم فرما اسے حیات دنیاوی ہی مانتے ہیں۔"

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین فرمائیں کہ المہند علی المفند عربی زبان میں لکھی گئی تھی۔ مولوی صاحب کو چاہیے تھا کہ اصل عبارت نقل کر لیتے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا لیکن چونکہ ان کا مقصد صرف دھوکہ دہی اور

اپنے مخالفین کو بدنام کرنا تھا اسی لئے ادھر ادھر کی باتیں تو لکھی لیکن المہند سے اصل عبارت کو نقل نہیں کیا۔ قارئین اصل عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلى اللّٰه عليه وآله وسلم حى فى قبره الشريف و حياته صلى اللّٰه عليه وآله وسلم دنيوية من غير تكليف"

مولوی صاحب موصوف کو اب نظر آیا ہو گا کہ المہند علی المفند میں دنیوی حیات کی تصریح ہے جیسے کہ آگے چل کر اسی المہند میں ہی برزخی حیات کی تصریح بھی موجود ہے۔ قارئین اصل عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں اور مولوی صاحب کی یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:

"اول تو ان حضرات نے المہند سے الگ اپنا ایک موقف اختیار کیا جو المہند اور اکابر کے موقف کے خلاف ہے۔ لیکن پھر بھی اکابرؒ کے نام کے دہائی دے رہے ہیں۔

دوم یہ کہ انہوں المہند سے الگ موقف اختیار کرتے ہوئے بھی اسے المہند کے ذمہ لگایا اور عوام کے سامنے عبارت المہند میں تحریف کی۔ المہند کے الفاظ (دنیا کی سی) کو (حیات دنیا) سے تحریف کر دیا۔ لیکن پھر بھی اپنی پاکبازی اور تنہا خود ہی اہل السنت والجماعۃ ہونے کے نعرے لگاتے نہیں تھکتے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۳)

انصاف پسند حضرات خود فیصلہ کریں کہ المہند علی المفند میں دنیوی حیات کا ذکر ہے یا ہم نے تحریف کر کے دنیوی حیات باور کرایا ہے؟ واضح رہے ہم پہلے یہ باحوالہ نقل کر چکے ہیں کہ علماء دیوبند جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخیہ کو دنیوی یا جسمانی زندگی سے تعبیر کرتے ہیں وہاں ان کی مراد فقط یہی ہوتی ہے کہ دنیا والے جسم کو ہی برزخی حیات حاصل ہے۔ حیات دنیوی کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ ہر لحاظ سے یہ حیات دنیوی ہے یا آپؐ پر موت ہی نہیں آئی حاشا و کلا۔ مخالفین کے بارے میں اتنی غلط بیانیاں کرنے کے بعد بھی موصوف دوسروں کو بایں الفاظ نصیحتیں بھی کرتے ہیں کہ:

"یہ محرفین خوف خدا سے کس قدر عاری اور بے گانہ ہیں! وہ جو مسلک چاہے اختیار کریں۔ رب کے ہاں وہ اس کے لئے خود جواب دہ ہوں گے۔ لیکن اکابر کے مسلک و عبارات میں تحریف تو نہ کریں اور ان پر بہتان تو نہ تراشیں۔ آخر یہ کیسی دیانت ہے؟ یہ کیسی دینداری اور

دین کی خدمت ہے؟ فیاللعجب!"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۳)

اسے کہتے ہیں:

خود را فضیحت دیگراں را نصیحت (یعنی دوسروں کو نصیحت، خود میاں فضیحت)

**غلط بیانی نمبر ۱۰:**

موصوف اپنی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں:

حدیث میں بتادیا کہ شہداء کی ارواح کو سبز پرندوں کی شکل کے مثالی اجسام دیے جاتے ہیں، اسی طرح مان لیا جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مبارکہ بھی جنت میں ہیں اور مثالی اجسام سے نوازی گئی ہیں۔ کیا ہمارے کرم فرما حدیث نبوی کے تابع اکابر کے اس اجتماعی موقف کو اپنانے کے لئے تیار ہیں؟

مولوی صاحب حدیث میں کہیں بھی نہیں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام عالم برزخ میں اجساد مثالیہ کے ساتھ حیات ہیں۔ حدیث میں تو یہی آیا ہے کہ

"انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں"

اور اکابر کا عقیدہ اور متفقہ موقف خود آپ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا:

"البتہ اپنے اکابرؒ کا عقیدہ جو ہمیشہ سے سنتے چلے آئے ہیں اور اس میں کوئی تردد نہیں، وہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اپنے جسد مبارک کے ساتھ قبروں میں زندہ ہیں فان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء۔ او كما قال صلى الله عليه وآله وسلم"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۰ بحوالہ مکاتیب شیخ الحدیث صفحہ ۴۸۵)

آگے لکھتے ہیں

"حضرت سہارنپوری نور اللہ مرقدہ نے حضرت مدنیؒ کے درخواست پر اپنے اور اپنے اکابرؒ کے عقائد ان سب مسائل میں عرصہ ہوا لکھے تھے جو المہند کے نام سے والد صاحب کے زمانہ میں تو کثرت سے طبع ہوا کرتا تھا، اب نسخہ دیوبند سے منگا کر ارسال ہے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۱ بحوالہ مکاتیب شیخ الحدیث صفحہ ۴۸۶)

ہم انتہائی سنجیدگی سے مولوی صاحب کے خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ آئیں اور اکابرین علمائے دیوبند کے عقائد کی متفقہ دستاویز "المہند علی المفند" پر دستخط کریں اور ہمیشہ کیلئے اس اختلاف کو ختم کریں۔

**غلط بیانی نمبر ۱۱:**

مولوی صاحب موصوف اپنے مخالفین کو فقہائے احناف اور اکابرین دیوبند کے مخالف ثابت کرتے ہوئے اپنا عقیدہ یوں بیان کرتا ہے:

"یہاں اس نکتہ کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ میت کو برزخی حیات کہاں ملتی ہے، ہمارے مخالفین اس مدفن ارضی میں عذاب وثواب قبر ثابت کرنے پر تلے بیٹھے ہیں اور خیر سے فقہائے احناف اور اکابر دیوبندؒ کی بھی کوئی بات سننے اور ماننے کو تیار نہیں۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۵)

مولوی صاحب کے نزدیک اسی قبر میں دفن مردوں کے لئے عذاب وثواب قبر ماننا (مماتیوں) کے مخالفین کا کام ہے یعنی مماتی حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ اسی قبر میں عذاب وثواب ثابت نہیں۔ واضح رہے یہ عقیدہ دیگر مماتی حضرات نے بھی اپنی کتابوں میں لکھا مثلاً: مولوی شہاب الدین خالدی لکھتے ہیں

"روح کو دوسرا بدن ملتا ہے جس کو برزخی یا مثالی جسم کہا جاتا ہے اس جسم میں عذاب وثواب روح کو ہی ہوتا ہے۔ اس دنیوی جسم کو دنیوی قبر میں عذاب نہیں ہوتا۔"

(عقیدۃ الامت فی عدم سماع المیت صفحہ ۵۰۰ حصہ دوم)

نیلوی صاحب نداء حق جلد ۱ صفحہ ۲۴۱ لکھتے ہیں

"ہمارا مدعا یہ ہے کہ اصل جزا سزا مرنے کے بعد جسد عنصری کو نہیں ہوتا جو اربعہ عناصر سے مرکب ہے"

نیلوی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں:

"روح جسم مثالی کے ساتھ ہی منکر ونکیر کے سوال کا جواب دیتی ہے۔ جنت ودوزخ کے مناظر دیکھتی ہے"

(نداء حق جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

مولوی صاحب نے یہاں یہ بھی تاثر دیا ہے کہ فقہائے احناف اور اکابر دیوبندؒ مدفن ارضی یعنی قبر کو برزخ میں شمار نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ مکمل جھوٹ ہے۔ کسی نے بھی قبر کے برزخ کا حصہ ہونے سے انکار نہیں کیا ہے۔ خود مولوی صاحب نے آگے علامہ ابن ابی العزالحنفی کے حوالے سے لکھا ہے:

واعلم ان عذاب القبر ھو عذاب البرزخ

(شرح عقیدہ طحاویہ صفحہ ۴۵۱ بحوالہ مسلک الاکابر صفحہ ۲۵)

ترجمہ: جان لیجئے کہ عذاب قبر تو عذاب برزخ ہی ہے۔

واضح رہے کہ علامہ ابن ابی العزالحنفی عذاب وثواب روح اور جسم دونوں کے لئے مانتے ہیں لہذا ان کے نزدیک بھی قبر برزخ کا ہی حصہ ہے۔ علامہ صاحب اسی شرح عقیدہ طحاویہ میں لکھتے ہیں

"وکذلک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعا باتفاق اہل السنّة والجماعة"

ترجمہ: اسی طرح اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ قبر کا عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔

(شرح عقیدہ طحاویہ صفحہ ۳۹۵ بحوالہ صراط المنعمین فی حیات الانبیاء و المرسلین : ۱۷۷)

اہل السنت والجماعت میں سے جن حضرات نے یہ قول کیا ہے کہ قبر سے مراد صرف یہ گڑھا ہی نہیں بلکہ عالم برزخ ہے تو ان حضرات کا مقصد قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنا ہے تاکہ اگر کسی کو دفن نہیں کیا گیا تو اسے عذاب وثواب سے مبرّا نہ سمجھا جائے بلکہ جہاں میت کا جسم یا جسم کے زرات ہوتے ہیں وہی اس کا قبر ہے۔ اور یہی ہمارا بھی موقف ہے۔ پس ہمارے جن علماء نے یہ قول کیا ہے کہ گڑھا ہی قبر نہیں تو مراد قبر کی مفہوم میں وسعت پیدا کرنا ہے نہ کہ قبر کے برزخ کا حصہ ہونے سے انکار۔

**غلط بیانی نمبر ۱۲:**

مولوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"اکابر علماء دیوبندؒ کے مصدقہ کتاب کشف مغالطات میں ہے"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۵)

کشف مغالطات کتاب کو اکابر علماء دیوبندؒ کا مصدقہ کتاب کہنا محل نظر ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اس کتاب میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ لطائف رشیدیہ سے نقل کیا گیا ہے اور اس میں سماع موتی کا

انکار کیا گیا ہے چنانچہ مؤلف "کشف مغالطات" اپنی کتاب صفحہ ا پر لکھتے ہیں:

"سر دست ایک فتوے حضرت ملک العلماء سلطان الاتقیاء مولانا مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ الصمد کا جو جناب کے رسالہ لطائف رشیدیہ میں شائع ہوا ہے مع سوال نقل کیا جاتا ہے۔"

آگے مؤلف نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ اور تصدیقات بھی اسی فتویٰ پر نقل کی گئی ہیں چنانچہ اکثر تصدیقات میں باقاعدہ اس کا ذکر بھی موجود ہے۔ خود طاہری صاحب کو بھی اس کا اعتراف ہے چنانچہ موصوف حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے اس فتویٰ سے عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"حضرت گنگوہیؒ کی یہ عبارت کشف مغالطات کی ابتداء میں ایک فتویٰ میں بھی نقل کی گئی ہے۔۔۔۔علاوہ ازیں بعض حضرات نے بطور خاص حضرت گنگوہیؒ کی اس عبارت کی تصدیق فرمائی ہے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۴۱)

مماتیوں کے وکیل اعظم مفتی محمد حسین نیلوی صاحب نے بھی شفاء الصدور میں اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

"اور بہر کیف مسئلہ کو دلائل قرآنی آیات اور نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین) اور اقوال تابعین کرام (رحمہم اللہ تعالی) اور ان کے مثل شان بعد کے علماء کرام سے ثابت کرنے کے بعد ہم نے ارادہ کیا کہ "کشف المغالطات عن مسئلہ سماع الاموات" سے جس کے مؤلف محمد ابراہیم دہلوی رحمہ اللہ تعالی ہیں سے اپنے اساتذہ کرام کے فتاوی ذکر کریں جو کہ زمانہ کے علماء کرام کہلاتے ہیں محققین ہیں مدققین ہیں مدرسین ہیں عالمین ہیں کاملین ہیں اور ان فتاوی میں علماء دیوبند و دہلی و سہارنپور و بریلی و گلاوٹھی و بلند شہر و امروہہ و میرٹھ و سورت و تھانہ بھون اور اس کے علاوہ اور علاقوں کے ماہرین علماء کے فتاوی ہیں۔"

آگے نیلوی صاحب نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا وہی فتویٰ نقل کیا ہے جو "کشف مغالطات" میں بحوالہ "لطائف رشیدیہ" نقل کیا گیا ہے۔

چونکہ سماع موتیٰ میں عہد صحابہؓ سے اختلاف ہیں لہذا اہل السنّت والجماعت کے نزدیک دونوں فریقوں

میں سے کسی کی بھی تکفیر و تضلیل یا تفسیق درست نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں صفحہ ۲۴۹ پر لکھا ہے:

"یہ مسئلہ عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تلقین کرنا بعد دفن کے اس پر ہی مبنی ہے جس پر عمل کرے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم"

سماع موتیٰ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضرت لکھتے ہیں:

"اموات کے سننے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک سنتی ہیں بعض کے نزدیک نہیں سنتیں۔"

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۴۹)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مسئلہ سماع موتیٰ قرون اولیٰ سے مختلف فیہ چلا آتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی اس میں اختلاف تھا۔ قرن صحابہ کے بعد بھی ہمیشہ علماء اس میں مختلف رہے۔"

(کفایت المفتی جلد ا صفحہ ۲۰۱)

آگے چل کر حضرت فرماتے ہیں:

"تاہم کسی فریق کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کر سکے۔ کیونکہ اس صورت میں کہ مسئلہ قرون اولیٰ میں بھی مختلف فیہ تھا اس تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر صحابہ کرام تک پہنچے گا۔ ولا شک فی فسادہ"

(کفایت المفتی جلد ا صفحہ ۲۰۲)

قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اہل السنت والجماعت سماع موتیٰ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے مختلف فیہ مانتے ہیں اور فریقین میں سے کسی کی تضلیل و تفسیق یا تجہیل نہیں کرتے جبکہ مماتی اس مسئلہ میں تکفیر سے بھی گریز نہیں کرتے جیسے کہ پہلے حوالہ جات نقل کیے گئے ہیں۔

## کیا مولوی محمد طیب طاہری صاحب کتاب "کشف مغالطات" سے متفق ہیں؟

اب ہم کشف مغالطات سے چند عبارات نقل کرتے ہیں اور مولوی صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ کیا آپ کشف مغالطات کتاب سے من و عن متفق ہیں؟

**ا:** کشف مغالطات صفحہ ا پر مؤلف صاحب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے فتویٰ میں نقل کرتے ہیں:

"مسئلہ سماع موتی کا قرن اول میں مختلف ہوا ہے۔"

**۲:** کشف مغالطات صفحہ ۲۹ پر مرقوم ہے:

"ہم اہلسنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مزار پر نور میں حیات ہیں اور آپ کی بیویاں جناب کے عقد شریف میں باقی ہیں۔"

**۳:** کشف مغالطات صفحہ ۴۶، ۴۵ پر لکھا ہے:

"اور سوال قبر کے وقت مردے کا زندہ ہونا تمام اہل سنت کا مسلمہ مسئلہ ہے۔"

**۴:** کشف مغالطات صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے:

"سوال نکیرین کے وقت میت میں روح ہوتی ہے"

**۵:** کشف مغالطات صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے:

"میت کا جماد و پتھر ہو جانا مقولہ بعض معتزلہ اور مذہب بعض روافض کا ہے نہ اہل سنت والجماعت کا"

**۶:** کشف مغالطات صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے:

"بعد سوال وجواب قبر کے، قبر والے کو دوبارا موت آتی ہے لیجئے روایت نہیں بلکہ قرآن مجید پارہ فمن اظلم سورۃ مومن رکوع ۲ آیت ۲ قالو ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین۔۔۔الخ"

**۷:** کشف مغالطات کے مؤلف آیت کریمہ ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین۔۔۔الخ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"تمام اہل سنت والجماعت کے علماء اہل کلام وعقائد نے بالاتفاق اس آیت کے یہی معنی لیے ہیں اور بہت زور سے سوال نکیرین کے لئے مردہ کا زندہ ہونا پھر دوبارا مر جانا ثابت کیا ہے۔"

(کشف مغالطات صفحہ ۵۳، ۵۲ پرانا ایڈیشن)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"تیسری بات آیت مذکورہ میں پہلے موت سے نطفہ کا مردہ دوسری موت سے دنیا کی موت مراد لینا معتزلہ کا مذہب ہے اور زمخشری نے کشاف میں یہ معنی لکھے ہیں کیونکہ وہ حیات قبر کا اور نکیرین کے سوال کا منکر ہے اس لئے اس نے اہل سنت کے خلاف لغت عرب کے خلاف آیت کے تفسیر کی ہے اور بعض مفسرین اہل سنت بھی اس کی اتباع میں یہ تفسیر کرتے ہیں مگر محققین

مفسرین اور علماء اہل کلام نے زمخشری اور اس کے ہم خیال لوگوں کے خوب تحقیق سے تردید کر دی ہے۔"

(کشف مغالطات صفحہ ۵۵،۵۴ پرانا ایڈیشن)

**۸:** کشف مغالطات صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے:

"ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ **اصل حدیث** خفق النعال کی **تمام اہل سنت** اور سارے **علماء حنفیہ** اور تمام فقہاء کو تسلیم ہے"

اب حدیث خفق النعال کی **اصل** کیا ہے تو اس سے پہلے صفحہ یعنی صفحہ ۵۵ پر مؤلف لکھتے ہیں:

"خفق نعال کا سننا مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک مخصوص ہے صرف سوال کے وقت کیلئے"

یعنی مؤلف کشف مغالطات کو بھی یہ تسلیم ہے کہ میت کو جب دفنایا جاتا ہے اور لوگ واپس جاتے ہیں تو اس وقت چونکہ روح کا اعادہ ہوتا ہے اسی لئے تمام اہل سنت اور مشائخ حنفیہ کے نزدیک سوال و جواب کے وقت سماع متفق علیہ ہے۔ ہاں چونکہ مؤلف کے نزدیک سوال و جواب کے بعد پھر میت پر موت آجاتی ہے تو اب میت میں بقدر ما یتالم او یتلذذ حیات باقی رہ جاتی ہے اور یہ سماع کیلئے ناکافی ہے۔ لہذا سماع موتیٰ وقتِ سوال کے ساتھ مخصوص ہے۔ جبکہ **مماتیوں** کے نزدیک تو سوال و جواب اور اس کے بعد عذاب و ثواب روح اور جسم مثالی کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے **مماتیوں** کی کتابوں سے حوالے اوپر دیئے ہیں۔ چنانچہ نیلوی صاحب کا حوالہ دوبارا ملاحظہ کیجئے:

"روح جسم مثالی کے ساتھ **ہی** منکر و نکیر کے سوال کا جواب دیتی ہے۔"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۱۰۱)

**۹:** کشف مغالطات صفحہ ۱۰۲ پر مؤلف کتاب لکھتے ہیں:

"اقول بیشک قبر کے عذاب کا انکار یا احساس عذاب قبر کی جانب سے میت کو جماد سمجھنا اعتزال یا رفض یا ارتداد جو کچھ کہیئے وہ ٹھیک ہے۔"

**۱۰:** کشف مغالطات صفحہ ۱۰۷،۱۰۸ پر حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کو غیر مقلد لکھا گیا ہے:

"اور کیا غضب ہے کہ عمرو نے ابن قیم اس قول کے قائل کا نام اپنی اندرونی خیانت سے اڑا دیا اور ابن قیم کا نام چھپالیا تاکہ لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ قول غیر مقلد کا ہے۔"

کیا مولوی محمد طیب طاہری صاحب کے نزدیک بھی حافظ ابن قیم رحمہ اللہ غیر مقلد ہے؟

تلک عشرۃ کاملۃ

**غلط بیانی نمبر ۱۳:**

طاہری صاحب مسلک الاکابر صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں:

"حضرت کشمیریؒ ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

ودر قبر اصلاً تعلق روح ببدن نیست

(مشکلات القرآن صفحہ ۱۳)

اور قبر میں اصلاً روح کا بدن سے تعلق نہیں ہوتا۔"

یہاں بھی طاہری صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ امام اہل السنت والجماعت حضرت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے الشہاب المبین صفحہ ۱۰۸ سے صفحہ ۱۱۳ تک اس حوالے پر تفصیلی کلام کیا ہے قارئین تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں ہم امام اہل سنت کی بعض عبارات اختصاراً نقل کرتے ہیں چنانچہ حضرتؒ فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے مشکلات القرآن میں جو عبارت نقل کی ہے یہ حضرت کی اپنی نہیں ہے بلکہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ کی ہے"

آگے حضرتؒ لکھتے ہیں:

"اب ہم حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کی خود اپنی بے شمار عبارات میں سے جو ہم نے تسکین الصدور میں نقل کی ہے چند نہایت اختصار سے یہاں عرض کرتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرتؒ نے شاہ صاحبؒ کی کئی عبارتیں نقل کی ہیں جن میں روح کی بدن کے ساتھ تعلق کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"و تعلقے بہ قبر نیز ایں ارواح را میباشد کہ بحضور زیارت کنند گان واقارب و دیگر دوستاں بر قبر مطلع و مستانس میگروند"

(تفسیر عزیزی، پارہ عمّ، صفحہ ۱۲۵)

"اور ان ارواح کا قبر کے ساتھ بھی تعلق ہوتا ہے کہ جو لوگ ان کی زیارت کیلئے آتے ہیں اور جو ان کے اقارب اور دوست حاضر ہوتے ہیں ان کی آمد سے وہ مطلع اور مانوس ہوتے ہیں"

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت شاہ صاحبؒ بھی روح کا تعلق تعلق جسم سے مانتے ہیں۔ آگے امام اہل سنت فرماتے ہیں:

"اور اموات کے لئے یہ ادراک و شعور حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک اس قدر اور اتنا واضح اور ضروری ہے کہ وہ لکھتے ہیں:

"بالجملہ انکار شعور وادراک اموات اگر کفر نباشد در الحاد بودن اوشبہ نیست"

"یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اموات کے ادراک و شعور کا انکار کفر نہ ہو تو اس کے الحاد ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں"

(فتاویٰ عزیزی جلد ا صفحہ ۸۸ بحوالہ الشہاب المبین صفحہ ۱۱۱)

آگے امام اہل سنت لکھتے ہیں:

"یعنی روح کا بدن کے ساتھ حیات اور ادراک و شعور والا تعلق ہوتا ہے لیکن اس تعلق سے بدن کی تدبیر، خوراک کی ضرورت اور نشو ونما والا تعلق نہیں ہوتا جہاں حضرت شاہ صاحبؒ روح کے بدن سے تعلق کی اصلاً نفی کرتے ہیں، اس سے یہی بدن کی تدبیر تغذیہ اور تنمیہ والا تعلق ہے۔ باقی ادراک و شعور والے تعلق کے انکار کو وہ کم از کم الحاد کہتے ہیں۔ جیسا کہ بیان ہوا۔"

(الشہاب المبین صفحہ ۱۱۲)

## غلط بیانی نمبر ۱۴:

مولوی محمد طیب طاہری صاحب نے مسلک الاکابر صفحہ ۲۶ پر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحبؒ کے بارے میں یہ تاثر دیا کہ حضرت کے نزدیک روح کا بدن کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا۔ اور اس کے ثبوت کے لئے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی عبارت (جس کا جواب اوپر دیا گیا) کو شاہ صاحب کشمیریؒ کے ذمے لگایا کہ

"حضرت کشمیریؒ ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

ودر قبر اصلاً تعلق روح ببدن نیست

(مشکلات القرآن صفحہ ۱۳)

اور قبر میں اصلاً روح کا بدن سے تعلق نہیں ہوتا۔"

حالانکہ شاہ صاحب کشمیریؒ روح کا جسم کے ساتھ تعلق کے قطعاً منکر نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرتؒ فرماتے ہیں:

"ثم السوال عندی یکون بالجسد مع الروح کما اشار الیه صاحب الهدایة فی الایمان"

"پھر سوال میرے نزدیک جسم سے ہوتا ہے جو روح سے متعلّق ہو جیسا کہ صاحب ہدایہ نے کتاب الایمان میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔"

(فیض الباری جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۱۹۸)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ عام اموات کے سماع کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والاحادیث فی سمع الاموات قد بلغت مبلغ التواتر"

(فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۴۶۷)

ترجمہ: اور مردوں کے سماع کی حدیثیں تواتر کے درجے کو پہنچی ہوئی ہیں۔

مزید لکھتے ہیں:

"ان ذخیرة الحدیث تدل علی سمع الموتیٰ"

(العرف الشذی جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک احادیث کا ذخیرہ سماع موتیٰ پر دلالت کرتا ہے۔

علامہ کشمیریؒ تو سماع موتیٰ کے بھی قائل ہیں اور طاہری صاحب ان کو حیات فی القبور کا منکر باور کرانا چاہتے ہیں، فیاللعجب ۔

**نوٹ:**

یہ دونوں حوالے ترجمان اکابرین دیوبند حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ کی کتاب "**عقیدہ حیات قبر اور علمائے اسلام**" سے ماخوذ ہیں۔

**غلط بیانی نمبر ۱۵:**

مولوی صاحب نے مسلک الاکابر صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے:

"حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

۔۔۔ قبر سے مراد یہ محسوس گڑھا نہیں۔۔۔ اصطلاح شریعت میں قبر گڑھے کو کہتے ہی نہیں،

بلکہ عالم مثال کو کہتے ہیں قبر۔"

موصوف نے یہاں بھی حسبِ سابق مغالطہ دہی سے کام لیا ہے اور بظاہر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ بھی مدفن ارضی یعنی قبر کو برزخ کا حصہ قرار نہیں دیتے لیکن یہ کوشش بھی بیکار ہے۔ ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں کہ علمائے کرام نے جہاں گڑھے کو قبر کہنے سے بظاہر انکار کیا ہے وہاں ان کی مراد قبر کی مفہوم میں وسعت پیدا کرنا ہے اور اس شبہ کا ازالہ کرنا مقصود ہے کہ جن مردوں کو دفن نہیں کیا جائے ان کو عذاب و ثواب کیسے ہو گا؟ چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

"عالم برزخ اس گڑھے کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ برزخ اس حالت کا نام ہے جو آخرت اور دنیا کے درمیان کی حالت ہے اگر قبر میں دفن کر دیا وہی اس کا برزخ ہے اسے وہاں ہی سوال جواب وعذاب وثواب ہو گا اور اگر بھیڑیے وشیر نے کھالیا اس کے لئے وہی برزخ ہے اور اگر جلا دیا تو جہاں جہاں اس اجزاء ہیں اس سے وہاں ہی یہ سب واقعات پیش آئیں گے چونکہ شریعت میں دفن کرنے کا حکم ہے اسی لئے عالم برزخ کو قبر سے تعبیر فرمایا۔"

(خطبات حکیم الامت جلد ۱۴ صفحہ ۷۰)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ اسی مدفن ارضی میں جسم کے ساتھ روح کے تعلق کے منکر نہیں ہیں اور نہ حضرتؒ مدفن ارضی کو قبر کے مفہوم سے خارج کہتے ہیں چنانچہ حضرتؒ فرماتے ہیں:

"حرق سے انعدام نہیں ہوتا، استحالہ ہوتا ہے، پس اجزاء باقی ہیں اور وہ اجزاء جہاں ہیں وہی ان کی قبر ہے۔ حقیقت قبر کی محل وجود میت ہے۔"

(امداد الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۴۶۷)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ بہشتی زیور میں لکھتے ہیں:

"جب آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد، اگر نہ گاڑا جائے تو جس حال میں ہو تو اس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں آکر پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہے؟..... الخ"

بہشتی زیور کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ سوال وجواب اسی جسم مع الروح سے متعلق ہے کیونکہ گاڑنا وغیرہ

کا تعلق اسی جسم سے ہے۔ اور اسی جسم کے پاس منکر و نکیر سوال وجواب کیلئے آتے ہیں اور سوال وجواب کے بعد اسی جسم مع الروح کو عذاب یا ثواب ہوتا ہے۔ ان حوالہ جات کے بعد بھی طاہری صاحب اگر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو اپنا ہمنوا ثابت کرتے ہیں تو اس پر سوائے اس حدیث کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ

"اذا لم تستحی فافعل ما شئت (بخاری حدیث نمبر ۳۴۸۳)

ترجمہ: جب تجھ میں حیاء نہ ہو تو پھر جو جی چاہے کر"

**غلط بیانی نمبر ۱۶:**

طاہری صاحب حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"فرشتے میت کو ظاہری قبر میں نہیں بلکہ عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں"

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۲۵۲ بحوالہ مسلک الاکابر صفحہ ۲۷)

مولوی صاحب نے یہاں بھی غلط بیانی سے کام لیا اور یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی کہ حضرت مفتی صاحب اسی قبر میں سوال وجواب کے قائل نہیں اور یہ مدفن ارضی برزخ کا حصہ نہیں حالانکہ یہ مفتی صاحب رحمہ اللہ کے موقف کے خلاف ہے۔ دراصل مفتی صاحب یہاں ایک عوامی غلط فہمی کو دور کرنا چاہتے ہیں مکمل سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: مشہور ہے کہ فرشتے میت کو قبر میں حساب و کتاب کے لئے بٹھاتے ہیں اسی لئے لحد اتنی گہری ہونی چاہیے کہ اس میں میت آسانی سے بیٹھ سکے، کیا یہ صحیح ہے؟ بینوا توجروا!

الجواب باسم ملهم الصواب:

یہ محض جہالت ہے، فرشتے میت کو ظاہری قبر میں نہیں بلکہ عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں، لحد یا شق کی گہرائی صرف اتنی ہونی چاہئے کہ اس میں میت کو سنت کے مطابق کروٹ پر لٹایا جاسکے، بالائی سطح میت کے جسم سے الگ مگر بالکل قریب ہو، تاکہ قبر کے گرنے اور درندوں سے حفاظت رہے: ولا یمس السقف المیت۔ (طحاوی علی المراقی ص ۳۳۳) فقط واللہ اعلم

۷ محرم ۱۴۰۱ھ

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۲۵۲)

مماتیوں کے ساتھ ہمارا جس مسئلہ میں بحث ہے وہ یہ ہے کہ آیا اس مدفون جسم کو عذاب یا ثواب ہوتا ہے یا

نہیں، اس کے متعلق مفتی صاحب کا مفصل فتویٰ موجود ہے جس سے طاہری صاحب نے آنکھیں چرا کر الگ موضوع کے متعلق فتویٰ میں قطع برید کر کے دھوکہ دیا۔ اصل موضوع کے متعلق حضرت مفتی صاحب کا فتویٰ اختصار کے ساتھ ملاحظہ کیجئے:

سوال:

قبر میں انسان کا صرف فضلہ باقی رہ جاتا ہے تو عذاب قبر کس چیز پر ہوتا ہے؟ بینوا توجروا!

الجواب باسم ملهم الصواب:

بعض علماء کا خیال ہے کہ عذاب قبر فقط روح کو ہوتا ہے اور روح کا تعلق قبر سے رہتا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ عذاب روح اور جسد دونوں پر ہوتا ہے، کیونکہ مردہ کا قبر میں جا کر زندہ ہونا قرآن سے ثابت ہے۔۔۔ روایت میں نکیرین کے بارہ میں "یقعدانہ" کا لفظ وغیرہ من الروایات بھی اعادہ روح پر دال ہیں۔۔۔ صوفیاء نے یہ قول کیا ہے کہ اعادہ روح جسم مادی میں نہیں بلکہ جسم مثالی میں ہوتا ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ جسم مادی ہی میں روح کا اعادہ ہوتا ہے مگر اسے ہم معلوم نہیں کر سکتے۔۔۔ جسم اگرچہ مٹی ہو جائے تب بھی احادیث سے ثابت ہے کہ ریڑھ کی ہڈی مٹی نہیں ہوتی، تو اسی کا احیاء ہو سکتا ہے۔ بالفرض سارا جسم ہی مٹی ہو جائے تب بھی جسم کی ہیئت و صورت بدل گئی اس کا اصل مادہ تو باقی ہے۔ پس مٹی ہو جانے کے بعد بھی ان اجزاء میں ایسے طریق سے اعادہ روح کہ ہم اسے معلوم نہ کر سکیں قدرتِ باری تعالیٰ سے خارج نہیں۔۔۔ قال السیوطی رحمة الله علیه فی شرح الصدور عذاب القبر هو عذاب البرزخ (الی قوله) و محله الروح والبدن باتفاق اہل السنّة ۔۔۔ الخ

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵)

قارئین آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مماتیوں کے موقف میں زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن پھر بھی طاہری صاحب اس کوشش میں ہے کہ کسی طرح مفتی صاحب کو اپنا ہمنوا ثابت کیا جائے۔

**غلط بیانی نمبر ۱۷:**

مولوی محمد طیب طاہری صاحب مسلک الاکابر صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں:

"مفتی عبد الروف سکھروی کہتے ہیں:

"یہ عذاب قبر عالم برزخ میں ہوتا ہے جو اس دنیا سے علیحدہ ایک عالم ہے۔ جس گڑھے میں ہم میت کو اتارتے ہیں اس میں عذاب نہیں ہوتا۔"

(اصلاحی بیانات جلد ا صفحہ ۲۰،۲۱)"

ہم نے جب اصل کتاب کو دیکھا تو حیران رہ گئے کیونکہ وہاں بالکل اس کے خلاف لکھا ہوا تھا، ملاحظہ فرمائیں:

"یہ عذاب قبر عالم برزخ میں ہوتا ہے جو اس دنیا سے علیحدہ ایک عالم ہے۔ جس گڑھے میں ہم میت کو اتارتے ہیں اس میں بھی عذاب ہوتا ہے۔ جس حالت میں میت کو اتارا جاتا ہے اگرچہ وہ ویسی ہی نظر آتی ہے مگر اس کی روح کا عالم برزخ میں پہنچ کر جسم سے تعلق رہتا ہے اور عذاب و ثواب یہ سب اگرچہ عالم برزخ میں روح کو ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ جسم بھی وہاں کی راحت اور تکلیف کو محسوس کرتا ہے اور کبھی گڑھے میں ہونے والے عذاب اور راحت کا اہل دنیا کو بھی مشاہدہ کرادیا جاتا ہے، جس کے متعدد واقعات حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اور دوسرے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔"

(اصلاحی بیانات جلد ا صفحہ ۳۵،۳۴)

قارئین مکمل عبارت کو دوبارا، سہ بارا پڑھیے اور مولوی محمد طیب طاہری صاحب کی دیانتداری کی داد دیجئے۔

**غلط بیانی نمبر ۱۸:**

اکابر علماء کرام رحمہم اللہ کی عبارات میں قطع برید کرنے کے بعد مولوی محمد طیب طاہری صاحب لکھتے ہیں:

"یہ ساری بحث قبر شرعی کی ہے جسے عرفِ عام میں برزخ کہا جاتا ہے اور جہاں ہر روح کو ایک دوسرا جسم دیا جاتا ہے جسے جسم مثالی کہتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ اسے عذاب و ثواب ہوتا ہے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۲۷)

یہی مماتی حضرات کا اصل عقیدہ ہے۔ ہم پہلے بھی باحوالہ نقل کر چکے ہیں کہ مماتیوں کے نزدیک سوال وجواب اور اس کے بعد عذاب و ثواب روح اور جسم مثالی کو ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ حضرات اگر کہیں تعلق وغیرہ کا قول کرتے بھی ہیں تو صرف دھوکہ دہی کے لیے کرتے ہیں۔ مثلاً یہاں طاہری صاحب نے عذاب و ثواب روح اور جسم مثالی کے ثابت مانا لیکن اہل حق کے فتاویٰ سے خود کو بچانے کے لیے آگے لکھتے ہیں:

"البتہ اس دنیاوی یا عرفی قبر اور اس جسد عنصری کے ساتھ بھی عذاب وثواب کا ایک تعلق ہے لیکن ہم اس تعلق کی حقیقت اور کیفیت کو نہیں جانتے"

سوال یہ ہے کہ آپ نے اس بحث کے شروع میں لکھا ہے

"ہمارے مخالفین اس مدفن ارضی میں عذاب وثواب قبر ثابت کرنے پر تلے بیٹھے ہیں"

آگے چل کر بزعم خود اکابر سے یہ ثابت بھی کیا کہ روح کا قبر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور فرشتے میت کو ظاہری قبر میں نہیں بٹھاتے! جس گڑھے میں ہم میت کو اتارتے ہیں اس میں عذاب نہیں ہوتا! یہ گڑھا قبر نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اکابر کے ان تصریحات (جو آپ نے ان کی طرف منسوب کیے ہیں) کے باوجود اب آپ کا یہ کہنا کہ عذاب وثواب کا ایک تعلق دنیاوی قبر سے ہوتا ہے یہ اکابر کی مسلک سے بغاوت ہے یا پھر آپ کو اپنی غلط بیانیوں کا احساس ہو گیا کہ میں نے بزور اکابرین کے عبارات میں قطع برید کر کے انہیں عذاب قبر کا منکر باور کرایا ہے؟ بینوا توجروا

**غلط بیانی نمبر ۱۹:**

طاہری صاحب مسلک الاکابر صفحہ ۲۹ لکھتے ہیں:

"مرنے کے بعد انسان کے تمام حواس اور قوائے زندگانی ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے قوت سماع بھی ختم ہو جاتی ہے اور اس میں مقربین وغیر مقربین کی کوئی تخصیص نہیں۔"

قبر میں دفن ہونے کے بعد میت سے سوال وجواب ہوتے ہیں اور اس کیلئے ضروری ہے کہ میت میں عقل وشعور موجود ہو۔ حدیث کے متعدد کتابوں میں نصوص موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم برزخ میں میت کو عقل وشعور لوٹا دے گا چنانچہ ایک روایت میں ہے:

"عن عمر قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا عمر! كيف أنت إذا كنت في أربعة أذرع من الأرض في ذراعين ورأيت منكرا ونكيرا! فقلت: يا رسول الله! وما منكر ونكير؟ قال: فتانا القبر، يبحثان القبر بأنيابهما ويطئان في أشعارهما، أصواتهما كالرعد القاصف وأبصارهما كالبرق الخاطف، معهما مزربة لو اجتمع عليها منى لم يطيقوا رفعها، هي أيسر عليهما من عصاي هذه - وبيد رسول الله صلى الله عليه وسلم عصية يحركها - ف امتحناك، فإن تعاييت أو تلويت ضرباك بها ضربة تصير بها رمادا; قلت: يا رسول الله وأنا على حالي هذه؟ قال: نعم، قال: إذن أكفيكهما."

(کنز العمال حدیث نمبر: ۴۲۹۴۶)

(ابن أبي داود في البعث، ورسته في الإيمان، وأبو الشيخ في السنة، والحاكم في الكنى، وابن زنجويه في كتاب الوجل، م في تاريخه، ق في كتاب عذاب القبر، والأصبهاني في الحجة)"

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ نے فرمایا عمر، تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تم چار ہاتھ زمین کے دو ہاتھ حصے میں ہو گے اور منکر و نکیر (فرشتوں) کو دیکھو گے میں نے عرض کیا یارسول اللہ منکر نکیر کون ہیں؟ فرمایا قبر کے دو فتنے جو قبر کو اپنی کچیلیوں سے کھود ڈالیں گے اور اپنی آواز میں دہرا رہے ہوں گے ان کی آوازیں گرج دار بادل کی طرح ہوں گی اور ان کی آنکھیں اچک لے جانے والی بجلی کی طرح ہو گی آپ کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی جسے آپ حرکت دے رہے تھے وہ دونوں تم سے باز پرس کریں گے اگر تم نے لاعلمی اور سستی کا مظاہرہ کیا تو وہ تمہیں ایک ضرب لگائیں گے جس سے تم راکھ جیسے ہو جاؤ گے میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا اسی حال میں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا ہاں عرض کیا پھر ان دونوں کے لیے کافی ہوں۔"

ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں:

"حَدَّثَنَا حَسَنٌ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ حَدَّثَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ فَتَّانَ الْقُبُورِ فَقَالَ عُمَرُ أَتُرَدُّ عَلَيْنَا عُقُولُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ كَهَيْئَتِكُمْ الْيَوْمَ فَقَالَ عُمَرُ بِفِيهِ الْحَجَرُ

ترجمہ: حضرت ابن عمروؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے قبروں میں امتحان لینے والے فرشتوں کا تذکرہ کیا حضرت عمرؓ کہنے لگے یارسول اللہ کیا اس وقت ہمیں ہماری عقلیں لوٹا دی جائیں گی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں بالکل آج کی طرح حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کے منہ میں پتھر۔

(مسند احمد حدیث نمبر: ۶۳۱۵)

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ جس طرح انسان دنیا میں سمجھ بوجھ اور عقل و شعور رکھتا ہے اسی طرح عالم برزخ و قبر میں بھی اللہ تعالیٰ عقل و شعور لوٹا دے گا۔ جس کی مدد سے میت فرشتوں کے سوالات سن کر ان کے جوابات

دیتا ہے۔ اسی لئے مرنے کے بعد انسان سے مطلقاً حواس وادراک کی نفی کرنا درست نہیں۔ خود اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی حدیث قلیب بدر میں سماع میت کی تاویل علم سے کی ہے۔

طاہری صاحب اسی عبارت میں آگے لکھتے ہیں کہ

"اسی لئے قوت سماع بھی ختم ہو جاتی ہے اور اس میں مقربین وغیر مقربین کی کوئی تخصیص نہیں"

اگر موصوف کی مراد یہاں غیر انبیاء (علیہم السلام) کی سماع عند القبور کی نفی مراد ہے تو اس میں صحابہ کرامؓ کے دور سے اختلاف ہے (حوالہ جات پہلے گزر چکے ہیں) اسی لئے اس مسئلہ میں زیادہ قیل و قال کی ضرورت نہیں۔ اور اگر مقربین سے مراد طاہری صاحب کا انبیاء کرام علیہم السلام ہیں تو انؑ کے سماع میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں اور تمام اہل السنّت والجماعت متفقہ طور پر انبیاء کرام علیہم السلام کے عند القبور سماع کے قائل ہیں اور یہ اجماعی مسئلہ ہے چنانچہ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

""مگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے۔"

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۵۲)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"روضہ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلاواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے اور جواب دیتے ہیں۔"

(امداد الفتاوی ج ۵ صفحہ ۱۱۵)

اسی لئے کوئی عام موتیٰ کے سماع کا منکر ہے تو اس کو ملامت نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ مماتیوں کی طرح قائلین سماع پر ظالمانہ فتوے نہ لگائے مثلاً

مفتی محمد حسین نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"علم ان مسئلة سماع الموتیٰ واجابتهم و معرفتهم مختلق للملحدين"

معلوم ہوا کہ سماع موتیٰ کا مسئلہ اور موتیٰ کا جواب دینا اور پہچاننا بے دینوں کا گھڑا ہوا ہے"

(شفاء الصدور صفحہ ۲۵ بحوالہ قہر حق بر صاحب نداء حق)

البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سماع چونکہ اجماعی مسئلہ ہے اسی لئے اس کا منکر اجماع کا منکر اور بدعتی ہے۔

**غلط بیانی نمبر ۲۰:**

طاہری صاحب نے آگے چند علماء کرام رحمہم اللہ سے عدم سماع موتیٰ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن موصوف یہ بھول گئے کہ مسئلہ مردوں کے سننے یا نہ سننے کا نہیں۔ اس مسئلہ میں چونکہ دور صحابہ سے اختلاف ہے لہذا کوئی بھی موقف اختیار کرنے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ مماتیوں کے نزدیک چونکہ قائلین سماع موتیٰ مشرک، ملحد یا کم از کم بدعتی ہیں (حوالہ جات پہلے گزر چکے ہیں) اسی لئے طاہری صاحب کو چاہیئے تھا اس پہلو پر روشنی ڈالتے اور اپنے ہم مسلک ساتھیوں کی اصلاح کی کوشش کرتے۔

**غلط بیانی نمبر ۲۱:**

طاہری صاحب نے مفسر قرآن علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سماع موتیٰ کا منکر باور کرایا حالانکہ علامہ آلوسیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"والحق ان الموتیٰ یسمعون فی الجملة

ترجمہ: اور حق بات یہ ہے کہ مردے فی الجملہ سنتے ہیں"

(روح المعانی جلد ۲۱ صفحہ ۵۷،۵۸ بحوالہ سماع الموتیٰ صفحہ ۱۶۳)

اس سے ثابت ہوا کہ علامہ آلوسیؒ بھی مطلقاً سماع موتیٰ کے منکر نہیں ہیں بلکہ فی الجملہ سماع کے وہ بھی قائل ہیں وھو المطلوب۔

**غلط بیانی نمبر ۲۲:**

طاہری صاحب نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو بھی بزعم خود سماع موتیٰ اور تعلق روح مع الجسد کا منکر ثابت کیا چنانچہ لکھتے ہیں:

"حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں:

اس بدن کے اعتبار سے دونوں (شہداء اور دیگر مسلمین۔ناقل) کی موت برابر ہے یعنی دونوں یہاں کے جسم سے بے علاقہ ہو جاتی ہیں۔ بلکہ شہداء کی بے تعلقی کچھ زیادہ ہو تو عجب نہیں کیونکہ ان کو جب نعم البدل عنایت ہو گیا تو اب اس جسم کی محبت کیا رہی ہو گی۔ اسی لئے ان کا سماع اور ان کی قبور سے استفادہ زیادہ مستعبد ہے۔"

(مسلک الاکابر صفحہ ۳۰)

آگے اسی عبارت کو بنیاد بنا کر انبیاء کرام علیہم السلام کی سماع کا بایں الفاظ انکار کیا:

"اسی اصول پر دیکھ لیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سماع اور بھی زیادہ مستعبد ہے۔"

حالانکہ یہ سو فیصد جھوٹ ہے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نہ تو سماع موتیٰ کے منکر ہیں اور نہ ہی تعلق روح کے منکر ہیں چنانچہ حضرتؒ خود فرماتے ہیں:

"سماع موتیٰ کے قصے میں اول تو یہ معروض ہے کہ یہ امر قدیم سے مختلف فیہ ہے۔۔۔۔ اپنے خیال نارسا کے موافق سمع اموات حد اسماع سے تو پرے ہے، پر استماع اموات ممکن ہے۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خدا نے تو انک لا تسمع الموتی 'فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس کے سلام اہل قبور مسنون کر دی۔ اگر استماع ممکن نہیں تو پھر یہ بے ہودہ حرکت یعنی سلام اہل قبور ملحدوں کی زبان درازی کے لئے کافی ہے۔"

(مقالات حجۃ الاسلام جلد ۷ اصفحہ ۱۸)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ آگے چل کر فرماتے ہیں:

"پر بایں ہمہ تعلق بھی موجود ہے گو ضعیف ہے اور واسطہ وصول آواز میں سیلان اور لچک بھی موجود ہے گو خفیف ہے اسی اگر ادھر سے باوجہ توجہ و اقتراب جو محبت مذکورہ کو لازم ہے تلقی آواز یعنی استماع ہو تو بعید نہیں اسی لئے مناسب یوں ہے کہ قبرستان میں گزرے تو سلام سے دریغ نہ کرے"

(مقالات حجۃ الاسلام جلد ۷ اصفحہ ۲۲)

طاہری صاحب نے حضرت نانوتویؒ کے عبارت سے جو نتیجہ اخذ کیا اور پھر اس کو بنیاد بنا کر انبیاء کرام علیہم السلام کی سماع کا انکار کیا یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ حضرت نانوتویؒ اگرچہ شہداء کے لئے دوسرے جسم کا قول کرتے ہیں (جسد عنصری کے ساتھ بھی تعلق مانتے ہیں جیسے کہ ابھی گزرا) لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کو انہیں اجسام دنیاوی کے ساتھ حیات مانتے ہیں چنانچہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کو بعد مرگ بھی وہی تعلق اپنے اجسام سے رہتا ہے جو قبل مرگ تھا"

(مقالات حجۃ الاسلام جلد ۷ اصفحہ ۲۲)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"انبیاء کرام علیہم السلام کو انہی اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں"

(لطائف قاسمیہ صفحہ ۳)

قارئین کرام توجہ فرمائیں جب حضرت نانوتوی رحمہ اللہ عام اموات کے ارواح کا اجساد عنصریہ کے ساتھ تعلق مانتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان کے سماع کے قائل ہیں تو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سماع کا انکار ان کے عبارات سے کشید کرنا غلط بیانی نہیں تو کونسا دین کی خدمت ہے۔ واضح رہے حضرت نانوتویؒ صراحت کے ساتھ سماع انبیاء کرام علیہم السلام کا اظہار فرماتے ہیں ملاحظہ کیجئے:

"سماع انبیاء کرام علیہم السلام بعد وفات زیادہ تر قرین قیاس ہے اور اسی لئے ان کی زیارت بعد وفات بھی ایسی ہی ہے جیسے ایام حیات میں احیاء کی زیارت ہوا کرتی ہے۔"

(مقالات حجۃ الاسلام جلد ۷ اصفحہ ۲۹)

**غلط بیانی نمبر ۲۳:**

مولوی محمد طیب طاہری صاحب چند علماء کرام کی عبارتیں عدم سماع موتیٰ پر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اب کیا فرماتے ہیں ہمارے کرم فرما جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ جمہور علماء دیوبند سماع موتیٰ کے قائل ہیں اور ائمہ احناف سے اس بارے میں کچھ ثابت نہیں۔ کیا وہ حضرت نانوتویؒ (واضح رہے حضرت نانوتویؒ سماع موتیٰ کے منکر نہیں ہیں ہم نے باحوالہ اس کا ذکر کیا ہے)، حضرت گنگوہیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہؒ اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ کو جمہور علمائے دیوبند میں شامل نہیں سمجھتے"

(مسلک الاکابر صفحہ ۳۳)

**الجواب:** ہم نے پہلے باحوالہ ان حضرات سے ثابت کیا ہے کہ عام اموات کی سماع مختلف فیہ ہے۔ لہذا کوئی بھی موقف اختیار کرنے کی گنجائش ہے لیکن جو موقف اشاعت کے ذمہ دار حضرات سے ہم نے نقل کیا ہے کہ سماع موتیٰ کا قائل ہونا شرک، الحاد یا بدعت وغیرہ ہے یہ موقف اختیار کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اور نہ یہ حضرات علمائے دیوبند اس کی اجازت دیتے ہیں۔ طاہری صاحب اصل مسئلہ سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرتے ہیں اور غیر متعلقہ باتوں کو دہراتے رہتے ہیں۔

## کیا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حنفیہ بالاتفاق سماع موتیٰ کے منکر ہیں؟

طاہری صاحب نے اپنی کتاب میں اس پر بھی کافی زور لگایا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر احناف سماع موتیٰ کے منکر ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ علماء دیوبند اس بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے فتاویٰ پر مشتمل کتاب فتاویٰ رشیدیہ سے یہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

"**سوال:** جب سماع موتیٰ کے حضرت امام صاحب قائل نہیں پھر فقہاء حنفیہ تلقین میت کو کیوں تحریر فرماتے ہیں؟

**جواب:** مسئلہ سماع میں حنفیہ باہم مختلف ہیں اور روایات سے ہر دو مذہب کی تائید ہوتی ہو پس تلقین اسی مذہب پر مبنی ہے کیونکہ اول زمانہ قریب دفن کے بہت سی روایات اثبات سماع کرتی ہیں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس باب میں کچھ منصوص نہیں۔ اور روایات جو کچھ امام صاحب سے آئی ہیں شاذ ہیں فقط واللہ اعلم ۱۲۔"

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۸۱)

اس فتویٰ سے درجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں!

1. احناف بالاتفاق سماع موتیٰ کے منکر نہیں ہیں بلکہ یہ مسئلہ احناف کا آپس میں بھی مختلف فیہ ہے۔
2. دونوں فریق کے ساتھ اپنے موقف پر روایات موجود ہیں۔
3. تلقینِ میت سماع پر مبنی ہے۔ اور بہت سی روایات سے سماع موتی کا اثبات ہوتا ہے۔
4. امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اس باب میں کچھ منصوص نہیں اور روایات جو کچھ امام صاحب سے آئی ہیں شاذ ہیں۔ پس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف جو بعض روایات عدم سماع پر منسوب کی جاتی ہیں وہ سب شاذ ہیں۔

اوپر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے فتویٰ سے معلوم ہوا کہ تلقینِ میت سماع پر مبنی ہے اور تلقین کو فقہاء کرام نے جائز کہا ہے چنانچہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا ایک فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں!

"سوال: بعد دفن کے تلقین جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو کس طرح؟

الجواب: تلقین بعد الدفن کو فقہاء نے جائز رکھا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔"

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۵ صفحہ ۲۹۰)

ایک سوال کے جواب میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سماع موتیٰ میں خلاف ہے اور یہ صحابہؓ کے زمانے سے ہے بہت سے ائمہ سماع موتیٰ کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع موتیٰ معلوم ہوتا ہے مگر امام صاحب سے کوئی تصریح اس بارے میں نقل نہیں کرتے۔۔۔ الخ

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۵ صفحہ ۵۳۲)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مسئلہ کلام میت سے عدم سماع کو امامؒ کا مذہب ٹھرانا یہ بھی صحیح نہیں یہ مسئلہ نہ عقائد ضروریہ سے ہے نہ کسی عمل دین کا موقوف علیہ ہے نہ مجتہد کی نص کا اس میں تتبع ضروری ہے۔"

(امداد الفتاویٰ جلد ۵ صفحہ ۴۴۴،۴۴۵)

حضرت ملفوظات جلد ۲۵ صفحہ ۱۲۸ میں فرماتے ہیں:

"اہل کشف تو عموماً سماع موتیٰ کے قائل ہیں اور اس مسئلہ میں میں انہیں کا معتقد ہوں کیونکہ مجھے ظن غالب ہے کہ موتیٰ سنتے ہیں دیکھیے حدیث میں صاف وارد ہے وانہ لیسمع قرع نعالھم"

حضرت تھانوی رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

"حدیث میں ہے کہ میت کو قرع نعال کی آواز آتی ہے اور جو کوئی عزیز و قریب اس کی قبر پر آتا ہے اسے پہچانتا بھی ہے گو معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے مگر احادیث میں اس کا ثبوت موجود ہے بعض لوگوں نے عدم سماع موتیٰ کا مسئلہ امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے مگر امام صاحب کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں۔ امام صاحب سے صراحتاً یہ امر منقول نہیں اور جس مسئلہ سے لوگوں نے اس (عدم سماع موتیٰ۔ ناقل) کو مستنبط کیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام صاحب کا جواب عدم سماع موتیٰ کو مستلزم ہے وہ یمین کا مسئلہ ہے جس کا مبنی عرف پر ہے اسی لئے امام صاحب کا کلام اس بارے میں صریح نہیں۔"

(خطبات حکیم الامت جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۳۹۸)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے نزدیک بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سماع موتیٰ کے منکر نہیں ہیں اور اور دیگر احناف بھی اس بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مزید تفصیل کے لئے حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "قہر حق بر صاحب نداء حق" کا باب سماع الموتیٰ عند الامام الاعظم ملاحظہ فرمائیں۔

ختم شد